46

دوست تحریک جدید کے وعدے بھجوانے میں سُستی سے کام نہ لیں اور پہلے سے بڑھ چڑھ کر وعدے لکھوائیں

خداتعالیٰ نے ہمارے لیے خوشیوں کے دن مقدر کر رکھے ہیں ان کو قریب لانے کے لیے ہمیں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہیے

(فرمودہ 23 نومبر 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''قریباً ایک ماہ ہوا میں نے تحریک جدید کے چندہ کے لیے جماعت کے دوستوں کو تحریک کی تھی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سال وعدوں کی آمد اتنی نہیں جتنی گزشتہ سال تھی۔ مثلاً گزشتہ سال تحریکِ جدید کے چندہ کے سارے وعدے تو چار لاکھ روپیہ کے تھے لیکن آج کی تاریخ تک ایک لاکھ تینتیس ہزار کے وعدے آ چکے تھے۔ اس کے مقابلہ میں اس سال آج کی تاریخ تک ایک لاکھ تیرہ ہزار کے وعدے آئے ہیں۔ اس کے بعد خطبہ دیکھنے

سے پہلے تک معلوم ہوا کہ اس سال ایک لاکھ ستاون ہزار کے وعدے آئے ہیں جو گزشتہ سال ایک لاکھ چورانوے ہزار کے تھے۔ گویا فرق بہت بڑھ گیا ہے اور دفتر نے شکایت کی ہے کہ دفتر دوم والے لوگ صحیح طور پر وعدے نہیں کر رہے۔ مثلاً میرا اعلان یہ تھا کہ گو پانچ روپے دے کر بھی انسان اس میں شامل ہوسکتا ہے مگر ماہوار آمدن کے بیس فیصدی تک چندہ دینا مناسب ہوگا لیکن اِس کے مقابل میں دفتر کی اطلاع یہ ہے کہ سینکڑوں روپیہ ماہوار کمانے والے لوگ بھی پانچ پانچ روپے کا وعدہ کر کے اس دفتر میں شامل ہو رہے ہیں جس کے برخلاف ایک باڈی گارڈ جس کی تنخواہ غالباً پچاسی یا پچانوے روپے ہے اُس نے ایک سَو تین کا وعدہ لکھوایا ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے۔ دوستوں کو اخلاص بڑھانا چاہیے اور کم سے کم اپنی ماہوار آمدن کی بیس فیصدی رقم وعدے میں لکھوانی چاہیے۔ گو ابھی تحریکِ جدید کے وعدے آنے میں بہت سا وقت باقی ہے لیکن پھر بھی چونکہ دفتر روزانہ وصول ہونے والے وعدوں کا پچھلے سال کی تاریخوں سے موازنہ کیا کرتا ہے تا کہ جماعت کی روز کی ترقی یا کمزوری کا پتا لگتا رہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ دوست اپنے وعدے بھجوانے میں سُستی سے کام نہ لیں۔

جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ آنے والا سال ہمارے لیے ایک نہایت ہی اہم سال ہے کیونکہ دشمن نے یہ پروپیگنڈا شروع کیا ہوا ہے کہ اب جماعت احمدیہ میں بغاوت پیدا ہوگئی ہے اور جماعت کے نوجوان خلیفۂ وقت سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ بالکل جھوٹ بات ہے لیکن بہرحال اگر ایک جھوٹا بہانہ بھی مخالف کو مل جائے تو وہ اس کو بھی بہت بڑھا دیا کرتا ہے۔ مثلاً ہم یہاں ربوہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں قطعاً کسی منافقت کا علم نہیں لیکن غیراحمدی اخباروں میں روزانہ چھپتا ہے کہ اتنے آدمی خلیفہ کے مخالف ہو گئے ہیں۔ جب عبدالمنان امریکہ سے آیا ہے تو صرف تین عیسائی چوڑھے اُس کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ یہ چوڑھے اُس کے گھر کے پاس رہتے تھے۔ اس لیے ان کے اس سے تعلقات تھے۔ چنانچہ وہ تینوں اس کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر آئے لیکن اخباروں میں تاریں چھپیں کہ عبدالمنان کا ربوہ میں عظیم الشان استقبال ہوا اور فضا نعروں سے گونج اُٹھی حالانکہ بات یہ تھی کہ اُس کے ہمسائے میں بھی کسی کو علم نہیں تھا کہ عبدالمنان آیا ہے۔ تو چاہیے

سال کے آخر میں چندے کی مقدار میں ایک پیسہ بھی کمی ہو دشمن کو شور مچانے کا موقع ملے گا اور وہ ثابت کرنے کی کوشش کرے گا کہ اس نے جو کہا تھا کہ جماعت میں بغاوت پیدا ہو رہی ہے وہ ٹھیک ثابت ہوا ہے۔ لیکن بات وہی ٹھیک نکلے گی جو میں نے قرآن کریم سے بیان کی تھی کہ جب واقعی طور پر سچی جماعتوں میں سے کوئی شخص نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے بدلہ میں اَور بہت سے آدمی دے دیتا ہے۔ 1 چنانچہ آج ہی مجھے پاکستان کے ایک اہم شہر سے چٹھی آئی ہے کہ وہاں بہت سے لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف پھر رہی ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ میں سے بھی کچھ لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک بیعت تو مجھے آج ہی آئی ہے اور دو تین بیعتیں میں پہلے بھی دفتر کو بھیج چکا ہوں اور بہت سے لوگ احمدیت کے قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پھر مجھے امریکہ کے قریب کے ایک علاقہ سے تار آئی ہے کہ وہاں دوسَو آدمی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ گو ساتھ ہی یہ خبر تھی کہ مقابلہ بھی سخت کرنا پڑ رہا ہے اور مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ لیکن امریکہ جیسے علاقہ میں ایک ہی دن میں دوسَو آدمیوں کا احمدیت میں داخل ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اسی طرح اَور کئی جگہوں سے اطلاعیں آ رہی ہیں کہ وہاں خدا کے فضل سے اچھے تعلیم یافتہ اور بڑے لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ میں نے جو کہا تھا کہ اگر تم سچے مومن ہو اور نکلنے والا واقعی طور پر تمہارے نظام سے کسی دشمنی کی وجہ سے الگ ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اُس کی جگہ پر تمہیں ایک قوم دے دے گا وہ بالکل درست ہے۔ اب دیکھ لو جماعت سے نکلنے والے تو زیادہ سے زیادہ آٹھ نَو آدمی تھے لیکن ان کے نکلنے کے بعد کئی ہزار لوگ جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے امریکہ جیسے علاقہ میں ایک دن میں دوسَو آدمی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اور وہاں کا دوسَو آدمی ہمارے علاقہ کے بیس ہزار آدمیوں کے برابر ہے۔ کیونکہ اُن کی آمدن ہمارے ملک کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ اِسی طرح بعض اَور جگہوں سے بھی ایسی اطلاعات آ رہی ہیں جن سے پتا لگتا ہے کہ شاید تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ پس بات تو وہی پوری ہو رہی ہے جو قرآن کریم نے کہی ہے اور جس کا ترجمہ کر کے میں نے آپ لوگوں کو سنایا تھا لیکن ہمیں

کوشش کرنی چاہیے کہ دشمن کو کوئی خوشی کا موقع نہ ملے اور اپنی قربانیوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو اَور زیادہ کھینچتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ يَأْتِ اللّٰهُ بِقَوْمٍ کی بجائے يَأْتِ اللّٰهُ بِاَقْوَامٍ کر دے اور ایک فرد کے بدلہ میں ایک ایک قوم کی بجائے کئی کئی اقوام کو ہماری طرف لے آئے۔ غرض یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دن ہیں۔ ان کو وسیع کرنے اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی کوششیں کرو تا اللہ تعالیٰ تمہاری حقیر کوششوں کو قبول کر لے اور اپنے وسیع انعاموں کو وسیع تر کرتا جائے۔

یاد رکھو! ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق ہی دیا کرتا ہے۔ تم غریب اور کمزور ہو تم نے اپنی غربت اور کمزوری کے مطابق ہی قربانی کرنی ہے لیکن اللہ تعالیٰ واسع ہے اور رزّاق ہے اُس نے اپنے واسع ہونے اور رزّاق ہونے کے لحاظ سے انعام دینا ہے۔ تم اگر اپنی غربت میں پانچ روپے دے سکتے ہو اور چھ دے دیتے ہو تو وہ اگر ایسے مواقع پر دس کروڑ دیا کرتا ہے تو دس اَرب دے دے گا کیونکہ وہ واسع ہے اور رزّاق ہے۔ تم غریب اور مسکین ہو۔ اگر غریب اور مسکین اپنی طاقت سے زیادہ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے لیے تو اپنی طاقت سے زائد دینے کا سوال ہی نہیں۔ وہ اپنے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کو بھی اتنا دے سکتا ہے جو دنیا کے بادشاہ اپنی انتہائی خوشنودی کے وقت بھی نہیں دیتے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور اس کی توجہ کو اپنی طرف رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرو۔

پچھلے دنوں میں نے اپنے ایک خطبہ میں کہا تھا کہ ہندوستان میں جو کسی امریکن کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کی گئی ہے[2] اُس کا مقابلہ کرنے کا اصل طریق یہ تھا کہ اُس کتاب کا جواب دیا جاتا اور خصوصاً امریکہ اور ہندوستان میں شائع کیا جاتا۔ اُس کا ایک حصہ تو تحقیقی جواب پر مشتمل ہوتا اور ایک حصہ الزامی جواب پر مشتمل ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مبلغوں کو بہت حوصلہ اور ہمت دی ہوئی ہے۔ میرا وہ خطبہ چھپا تو دیر سے ہے لیکن وہ کسی طرح امریکہ پہنچ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی نے تار کے ذریعہ یا ہوائی ڈاک کے ذریعہ اطلاع دے دی۔ وہاں سے تار بھی آئی ہے اور آج خط بھی آ گیا ہے کہ ہم اس کتاب کا جواب لکھ رہے ہیں جس میں سے عیسائیوں کا حصہ مکمل کیا جا رہا ہے۔

چونکہ ہندو یہاں نہیں ہیں اس لیے اگر ان کو ہم جواب دیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ تم ہندوؤں کے لیے الگ کتاب لکھو اور عیسائیوں کے لیے الگ لکھو۔ عیسائیوں کے لیے اس لیے لکھو کہ کتاب کا اصل لکھنے والا امریکہ کا رہنے والا تھا اور ہندوؤں کے لیے اس لیے لکھو کہ اس کا اردو میں ترجمہ کر کے شائع کرنے والا ہندو ہے اور ضروری ہے کہ ہندوؤں میں اس کے پھیلائے ہوئے زہر کا ازالہ کیا جائے۔ پس میں نے انہیں ہدایت دی ہے کہ تم ایک کتاب ایسی لکھو جس کے ایک حصہ میں اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات کا تحقیقی جواب ہو اور دوسرے حصہ میں عیسائیت کے متعلق الزامی جواب ہو۔ اِسی طرح ایک دوسری کتاب لکھو جس کے ایک حصہ میں اعتراضات کے تحقیقی جوابات ہوں اور دوسرے حصہ میں ہندو مذہب کو مخاطب کر کے اُن کے الزامی جوابات ہوں۔ سو تار بھی آئی ہے اور خط بھی آ گیا ہے کہ کتاب لکھی جا رہی ہے جو عنقریب شائع ہو جائے گی اور پھر اُس کا ترجمہ اردو زبان میں شائع کر دیا جائے گا۔ یہ جواب گالیاں دینے اور شور مچانے سے زیادہ مؤثر ہو گا۔ جب یہ جواب امریکہ میں شائع ہو گا اور جب اُس کا ترجمہ ہندوستان میں شائع ہو گا تو عیسائیوں کو بھی پتا لگ جائے گا اور ہندوؤں کو بھی پتا لگ جائے گا کہ شیش محل میں بیٹھ کر پتھر مارنا بڑھا نقصان دہ ہوتا ہے۔

دیکھو انگریزوں اور فرانسیسیوں نے سمجھا کہ مصر ہم سے چھوٹا ہے اس لیے وہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ انہوں نے اسرائیل سے مل کر مصر پر حملہ کر دیا۔ اپنے خیال میں تو انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ مصر ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے لیکن اُن کے حملہ کرنے کی وجہ سے امریکہ نے جو اُن کا پرانا دوست ہے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور دوسری طرف روس نے کہا کہ اگر تم نے مصر سے اپنی فوجیں نہ نکالیں تو ہم بھی اپنی فوجیں مصر میں داخل کر دیں گے۔ اِدھر روس نے شام میں ہوائی جہازوں سے اپنی فوجیں اُتارنی شروع کیں اور اُدھر انگریز بھاگنے شروع ہوئے۔ گویا اُن کی مثال بالکل اُس چور کی سی ہوئی جو کسی گھر میں چوری کر رہا ہو لیکن جب پولیس آئے تو وہ بھاگنا شروع کر دے۔ انگریز اور فرانسیسی بڑے غرور کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور امریکنوں کو انہوں نے دھمکی دی کہ ہم نے مصر میں بہرحال لڑنا ہے، ہمارے حقوق

ہیں جن کی ہم نے حفاظت کرنی ہے۔ اس لیے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ لیکن جونہی چند روسی جہاز شام میں اُترے وہ وہاں سے بھاگنا شروع ہوئے۔ پھر اُدھر امریکہ کی ہمدردی بھی جاتی رہی، پاکستان بھی مخالف ہو گیا اور دوسرے اسلامی ممالک بھی مخالف ہو گئے۔ غرض اِدھر روس کے چند جہاز اُترے تو وہ فرانسیسی اور انگریز جو ڈھول بجاتے ہوئے مصر میں داخل ہوئے تھے وہ نقارے بجاتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور سارا رُعب جو اُن کا دنیا پر چھایا ہوا تھا مِٹ گیا اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ روس کے چند جہازوں سے انگریز اور فرانسیسی فوج کے حواس باطل ہو جاتے ہیں۔ دراصل یہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی بڑی گہری چال تھی کہ پہلے پولینڈ اور ہنگری میں فساد کرایا تا کہ روس وہاں مشغول ہو جائے۔ پھر اسرائیل کو مصر پر حملہ کا اشارہ کر دیا اور پھر اس علاقے میں انگریزی اور فرانسیسی فوجیں اُتار دیں۔ مصر نے عارضی طور پر یہ ذلت برداشت کر لی کہ اپنی فوج کو واپس بلا لیا۔ لوگوں نے شور مچا دیا کہ مصری فوج مقابلہ نہیں کر سکی اور بھاگ گئی ہے۔ لیکن دراصل مصر کا یہ اقدام اپنی فوج کو دشمن کے نرغہ سے بچانے کے لیے تھا تا کہ پہلے سویز پر انگریزوں اور فرانسیسیوں سے لڑائی کرے اور پھر اسرائیل سے نپٹ لے۔ لیکن اُدھر روس نے اپنے چند ہوائی جہاز بھیج دیئے۔ روس کے اُن جہازوں کا اُترنا تھا کہ انگریز بھی بھاگے، فرانسیسی بھی بھاگے اور اسرائیل بھی بھاگا۔ غرض جو لوگ بڑی شان اور غرور کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے تھے وہ کالے منہ والے بھگوڑوں کی شکل میں وہاں سے بھاگ گئے۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام ارادوں کو ناکام کر دیا۔ اِسی طرح اگر تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو چاہو تو تمہیں ایسی فتح نصیب ہو گی کہ جیسے روسی جہازوں کے اُترنے کی وجہ سے انگریز، اسرائیل اور فرانسیسی مصر سے بھاگے تھے۔ اُسی طرح پادری جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اپنے کانوں پر ہاتھ رکھیں گے اور کہیں گے کہ خدا کے لیے ہمیں اِس دفعہ معاف کر دو ہم آئندہ ایسی حرکت نہیں کریں گے۔

ایک دفعہ میرے پاس ایک انگریز آیا اور اُس نے کہا میں آپ سے اسلام کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کوئی الزامی جواب نہ دیں۔ میں نے کہا اگر تم اسلام پر حملہ نہیں کرو گے تو میں بھی الزامی جواب نہیں دوں گا۔ لیکن جب باتیں

شروع ہوئیں تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ میں نے بھی جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حملہ کر دیا۔ اِس سے اُس کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور کہنے لگا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔ میں نے کہا دیکھو! میرا تم سے وعدہ تھا کہ اگر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ نہیں کرو گے تو میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حملہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہیں کی لیکن تم نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کیا ہے۔ اگر تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے غیرت ہے تو کیا میں ہی بے غیرت ہوں کہ مجھے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت پر حملہ دیکھ کر غیرت نہ آئے؟ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایک حملہ کرو گے تو میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تائید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بیس حملے کروں گا۔ چنانچہ وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتا۔

تو یہ لوگ اُس وقت تک غرّاتے ہیں جب تک ان کے سامنے تلوار نہیں اُٹھائی جاتی یعنی ان کے مذہب پر حملہ نہیں کیا جاتا۔ جب ان کے مذہب پر حملہ کیا جائے اور اس کے پول کھولے جائیں تو یہ لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے اور بھاگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے پادریوں کی مجالس نے حکم دیا ہوا ہے کہ عیسائی مشنری احمدیوں سے بات نہ کیا کریں کیونکہ احمدی الزامی جواب دیتے ہیں اور ہمارے لیے مشکل پیش آ جاتی ہے۔

گرمیوں میں جب میں مری تھا تو وہاں پادری آئے اور انہوں نے اسلام پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ میرا ایک لڑکا اُن سے بحث کے لیے چلا گیا اور ہمارا مبلغ بھی وہاں پہنچ گیا۔ چند دن کی گفتگو کے بعد ہی پادریوں نے کہہ دیا۔ ہم آئندہ آپ سے کوئی بحث نہیں کریں گے۔ غرض احمدیوں کے پہنچتے ہی انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔

پس اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جب یہ کتاب نکل آئے گی تو پھر پتا لگے گا کہ اسلام کا حملہ صرف سویز میں ہی نہیں بلکہ ہر ملک میں غالب ہوتا ہے اور عیسائیوں، پنڈتوں اور اسلام کے

دوسرے دشمنوں کی مجال نہیں کہ وہ اسلام پر حملہ کریں اور پھر اس میں فتح حاصل کریں۔ اگر وہ اسلام پر حملہ کریں گے تو اُن کے گھر کے پول ایسے کھولے جائیں گے کہ وہ اپنے گھروں میں گھس کر بھی بیٹھ نہیں سکیں گے۔ بلکہ انہیں اپنے گھروں کے دروازے بند کرنے پڑیں گے۔ ان کی تمام بہادری رفوچکر ہو جائے گی اور ان کی شان و شوکت ذلت اور رسوائی سے بدل جائے گی۔ تو خداتعالیٰ کے فضل سے وہ کام بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو جلد پورا ہو جائے گا۔ خداتعالیٰ نے ہمارے لیے خوشیوں کے دن مقدر کر رکھے ہیں لیکن ان خوشیوں کے دنوں کو زیادہ قریب لانے کے لیے تمہیں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہیے تا کہ جلد سے جلد ہماری فتح کے دن آئیں اور دشمن رُوسیاہ ہو اور اسلام کے مقابلہ میں وہ اِس طرح دُم دبا کر بھاگے جیسے گدھا شیر کے آگے بھاگتا ہے۔ اسلام شیر ہے اور عیسائیت اور دوسرے مذاہب کی مثال گدھے کی سی ہے۔ جس طرح وہ شخص جو شیر پر حملہ کرتا ہے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے اُسی طرح جو مذہب اسلام پر حملہ کرے گا اُس پر اسلام شیر کی طرح حملہ کرے گا اور وہ گدھوں کی طرح بھاگ جائے گا۔ شیر کی یہ عادت ہے کہ وہ خود حملہ نہیں کرتا۔ مشہور ہے کہ شیر کے سامنے کوئی آدمی آ جائے اور وہ لیٹ جائے تو شیر آگے گزر جاتا ہے اور اُسے کچھ نہیں کہتا۔ اسلام کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ وہ اپنے دشمن کو دیکھتا ہے تو خاموشی سے آگے گزر جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں طاقتور ہوں مجھے غریب پر حملہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر جب دوسرا فریق باوجود کمزور ہونے کے حملہ پر آمادہ ہو تو پھر شیر ایک ہی دفعہ ایسا نعرہ لگاتا ہے کہ دشمن کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ پس فتح کے دن کو جلد لانے کے لیے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرو۔ خدا کرے وہ دن جلد آ جائیں اور فتح اور بامرادی تمہارے حصہ میں ہو اور ناکامی اور نامرادی تمہارے دشمن کے حصہ میں ہو"۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:

"میں نمازِ جمعہ کے بعد دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔

ایک جنازہ تو بابو شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور کی والدہ کا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت اور جنازہ پڑھنے کی

درخواست ہے۔

دوسرا جنازہ راجہ غلام حیدر صاحب ہجکہ ضلع سرگودھا کا ہے۔ ہجکہ کی جماعت بڑی پرانی جماعت ہے اور راجہ غلام حیدر صاحب بڑے مخلص احمدی تھے۔ میں انہیں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں۔ بڑے تبلیغ کرنے والے تھے۔ ان کا لڑکا بھی بڑا جوشیلا ہے، مولوی فاضل ہے اور آج کل ملتان میں کام کرتا ہے۔ پہلے ہمارے اخبار المصلح کراچی کا نائب اڈیٹر ہوتا تھا۔

یہ دونوں جنازے میں پڑھاؤں گا۔ دوست دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں ترقیِ مدارج بخشے''۔ (الفضل یکم دسمبر 1956ء)

---

1 : المائدۃ:55

2 : نیویارک کی ایک فرم نے ایک کتاب شائع کی جس کا اردو ترجمہ '' مذہبی راہنماؤں کی سوانح عمریاں'' کے نام سے ہندوستان کے ایک صوبہ کے گورنر مسٹر منشی بمبئی نے کیا۔ اس کتاب کے ترجمہ سے لوگوں کے سامنے یہ بات آئی کہ اِس کتاب میں حضور ﷺ کی ہتک کی گئی۔ اس پر بھارت میں زبردست شورش ہوئی۔ سینکڑوں مسلمانوں کو شہید اور ہزاروں کو جیل خانوں میں ڈال دیا گیا اور مقدمے بنائے گئے۔ اس شورش کو دیکھ کر پہلے پاکستانی گورنمنٹ اور بعد ازاں ہندوستانی گورنمنٹ نے یہ کتاب ضبط کرلی۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے 5؍ اکتوبر 1956ء کو ایک پُر جلال خطبہ دیا اور فرمایا کہ کتاب ضبط کرنے والا طریقہ ٹھیک نہیں بلکہ اِس کا جواب امریکہ میں اور اس کا ترجمہ ہندوستان میں شائع کیا جاتا۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 213)